

دو پرندے از قلم عسرہ



# دو پرندے

لائیو کرائیو  
Creations

عسرہ



f :novelsclubb read with laiba 03257121842

KARAN VERMA PHOTOGRAPHY

novelsclubb@gmail  
[www.novelsclubb.com](http://www.novelsclubb.com)  
IG: @novelsclubb

Poetry

Novelette

Afsana

Column

Novel

# NOVELSCLUBB

It's clubb of quality content!

Owner : Laiba Syed

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔ تو ہم سے رابطہ کریں۔  
ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں

• ورڈ فائل

• ٹیکسٹ فارم

میں دئے گئے ای۔میل پر میل کریں۔

[novelsclubb@gmail.com](mailto:novelsclubb@gmail.com)

ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں:



NOVELSCLUBB



NOVELSCLUBB



03257121842

# دوپرندے

## از قلم

# ناولز کلب

Clubb of Quality Content

ناول "دوپرندے" کے تمام جملہ حق لکھاری "عرہ" کے نام محفوظ ہیں۔ کہانی کا کوئی بھی حصہ کسی بھی

صورت میں کسی دوسرے پلیٹ فارم یا سوشل میڈیا پر پوسٹ کرنے سے پہلے لکھاری کی اجازت درکار ہو

گی۔ "ناولز کلب" کا پی ڈی ایف بغیر اجازت پوسٹ کرنا منع ہے، بغیر اجازت کہانی / پی ڈی ایف کا استعمال

کرنے والوں پر سخت کاروائی کی جاسکتی ہے۔ اس کہانی اور اس میں موجود کردار محض تصوراتی ہیں۔ کسی بھی

حقیقی کہانی یا انسان سے ان کا کوئی واسطہ نہیں ہے۔ کسی بھی طرح کی مشابہت کو اتفاق سمجھا جائے۔

دوپرندے

پہلا باب:

ہر اُس انسان کے نام جو اپنے ہی خیالوں کی قید میں ہے۔

ناولز کلب  
Clubb of Quality Content!

یہ رات کا آخری پہر تھا۔ ہر طرف ایسی خاموشی چھائی تھی گویا دنیا سے ہر جاندار کا وجود ہی مٹ چکا ہو۔ مگر یہ خاموشی پچھلی کئی راتوں کی طرح اس رات بھی ہر ایک کے لیے پُر سکون ثابت نہیں ہوئی تھی۔

اُس کے کمرے کی کھڑکی کھلی تھی۔ ہر سو خاموشی کا راج تھا۔ مگر کیا باہر کی خاموشی اندر کے شور کو ختم کر سکتی ہے؟

وہ خود کو بہت تنہا محسوس کر رہی تھی۔ کوئی اُس کی بات کا یقین نہیں کر رہا تھا۔ وہ باری باری وہاں موجود ہر شخص سے ایک ہی بات دہرا رہی تھی؛

"میری بات تو سنیں، جیسا آپ سب کو لگ رہا ہے ویسا کچھ نہیں ہے"

Clubb of Quality Content!

اِس سے قبل وہ مزید کچھ کہتی، ایک زوردار تھپڑ اُس کے گال پر رسید ہوا۔

وہ اچانک جاگ کر بیٹھی۔ اُس کی بھوری آنکھیں خوف سے پھیلی ہوئی تھیں اور آنسو

روانی سے بہ رہے تھے۔ پیشانی پر پسینے کے چند قطرے چمک رہے تھے۔ اُس کا پورا جسم

کانپ رہا تھا۔

" میں جھوٹ نہیں بول رہی۔ پلیز میری بات کا یقین کریں۔ میں نے جھوٹ نہیں

بولی۔"

وہ مسلسل بولتی جا رہی تھی۔

کمرے کے سناٹے میں اُس کی یہ کپکپاتی آوازیں ایک عجیب و ہشت اُٹھا رہی تھیں۔ اُس نے ہانپتے ہوئے اپنے ارد گرد دیکھا۔ چند ثانیے لگے لیکن وہ سمجھ گئی کہ وہ پھر سے ایک برا خواب تھا۔

لیکن کیا وہ واقعی صرف ایک برا خواب تھا!؟

دور کہیں فجر کی پہلی اذان سنائی دے رہی تھی۔ اس نے بتی جلائی اور سامنے دیوار پر لگی

گھڑی میں وقت دیکھا؛

" چار بج کے دس منٹ "

اُس نے ایک گہری سانس اپنے اندر کھینچتے ہوئے بال باندھے اور وضو کرنے چلی گئی۔  
جب وہ واپس کمرے میں داخل ہوئی تو اُس کا چہرہ کافی حد تک پرسکون تھا۔  
شاید اب اُسے ایسے خوابوں کی عادت ہوتی جا رہی تھی۔

اُس نے نماز پڑھی اور دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے مگر کیا ایسا کچھ تھا جسے وہ اپنے لیے اللہ  
سے مانگتی، سوائے اسکون'کے؟

Clubb of Quality Content!

معمول کی چند دعائیں اور صبح کے اذکار پڑھنے کے بعد وہ اپنے بیڈ تک واپس آئی۔ فون  
کی سکرین کھولتے ہی اُس کے چہرے پر مسکراہٹ آگئی۔

" ارحا، تم نے نماز پڑھ لی ناں؟ "

احان کا میسج سکریں پر جگمگا رہا تھا۔

"کون یقین کرے گا کہ یہ وہی احان ہے جو ایک سال پہلے تک اللہ کے وجود سے ہی

انکاری تھا۔"

اُس نے سوچا اور پھر میسج کا جواب لکھنے لگی۔

Clubb of Quality Content!

"ہاں پڑھ لی، اور آج پھر اُسی برے خواب سے جاگی ہوں۔"

اللہ جانے کب ختم ہو گا یہ سب۔ اُس نے جھر جھری لی اور پھر یونیورسٹی کی اسائنمنٹ مکمل کرنے لگی۔ کیونکہ یہ تو طے تھا کہ اس خواب کے بعد اب اسکو دوبارہ نیند نہیں آنی تھی۔



ایک سال پہلے

اُس نے اپنی انسٹا گرام اسٹوری پوسٹ کرنے سے قبل اُس پر ایک آخری نظر ڈالی اور پھر اپلوڈ کر دی۔

ناورز کلب  
Clubb of Quality Content!  
"السلام علیکم، اُمید ہے آپ سب بخیریت ہوں گے۔"

مجھے لگتا ہے کہ میرے جیسے اور بھی بہت لوگوں کے ذہن میں ایسے سوال ضرور آتے ہوں گے، جن کو پوچھنے پر ہمیں یہ کہہ کر چپ کر دیا جاتا ہے کہ یہ سب نہ سوچا کرو، ایسے سوال تمہیں گمراہ کر دیں گے۔ اور چند مؤدب شخصیات تو ہمیں اسلام کے دائرے سے ہی

نکال دینے کے فتوے جاری کر دیتی ہیں یا یہ کہتی ہیں کہ اس قسم کے سوالات کا کوئی جواب نہیں ہوتا۔

لیکن میرے نزدیک ایسا کوئی سوال نہیں ہے جس کو انسانی ذہن سوچ تو لے، مگر اس کا جواب موجود نہ ہو۔

ہاں البتہ غیب کا علم ہم انسانوں کے ذہن کے بس کی بات نہیں اور بے شک غیبی چیزوں سے متعلق اٹھنے والے سوالات کا جواب اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی نہیں دے سکتا۔ مگر باقی ہر طرح کے سوال کا جواب کہیں نہ کہیں ضرور موجود ہوتا ہے۔ ہمیں بس وقت دے کر اپنے سوال کا جواب تلاش کرنا ہے۔

اور جب اس کائنات کو بنانے والے نے خود ہمیں اُس کی تخلیق پر غور و فکر کرنے کا کہا ہے۔ تو کیسے ممکن ہے کہ کائنات سے متعلق اٹھنے والے سوالات کی، درست طریقے سے کی کئی کھونچ پر ہم گمراہ ہو جائیں؟

اور اسی سفر میں میں ان شاء اللہ آپ کی مدد کرنے کی پوری کوشش کروں گی۔

میرے پاس آپ کے ہر سوال کا جواب موجود ہو گا میں یہ دعویٰ نہیں کر رہی، مگر میری مکمل کوشش رہے گی کہ میں آپ سب کے ہر طرح کے سوال اور نظریات پر اپنی رائے قائم کیے بغیر اور آپ کو غلط کہے بغیر جواب دے سکوں۔ مختصر یہ کہ میں آپ کو آپ کے سوال کی وجہ سے جج نہیں کروں گی اور آپ کی شناخت مخفی رکھی جائے گی تاکہ آپ با آسانی اپنا نقطہ نظر پیش کر سکیں۔

اور نہیں میں کوئی اسکالر یا ریسرچر نہیں ہوں، بس آپ سب کی طرح ایک عام اسٹوڈنٹ ہوں جو خود اپنے کئی سوالوں کے جواب تلاش کر رہی ہے۔  
دعاؤں میں یاد رکھیے گا۔ فی امان اللہ۔

ارحافاطمہ "



یہاں سے ٹھیک ۳۰۰ کلومیٹر دور جائیں تو لاہور کا موسم یہاں کی نسبت کافی گرم

تھا۔

نیم روشن کمرے میں ایک شخص اپنا فون ہاتھ میں لیے یہی اسٹوری کھول کر بیٹھا تھا۔

اُن سُنے سوالات

ایڈمن: اِرحافا طمہ

اُس کی سیاہ آنکھیں سکریں میں چمکتے نام پر جمی ہوئی تھیں۔ ماتھے پر بکھرے سیاہ

گھنگرا لے بال اس کی پریشان حالات کی عکاسی کر رہے تھے۔

لیکن اندھیرے میں یہ طے کرنا مشکل تھا کہ اُس کی آنکھیں زیادہ سیاہ تھیں، اُس کے

بال، یا پھر اُس کی زندگی؟

"اگر مجھے یہاں سے بھی میرے سوالوں کا جواب نہ ملا تو"؟

اُس نے سوال لکھتے ہوئے سوچا اور پھر میسج بھیج دیا۔

دوسری طرف سے چند سیکنڈ بعد ہی جواب موصول ہو گیا، شاید وہ اس وقت آن لائن ہی

بیٹھی تھی۔ یا شاید اُس نے یہ جواب ہرنئے آنے والے میسج کے لیے مینول (manual)

کر رکھا تھا۔

"سوال پوچھنے کا شکریہ۔ آپ کے سوال کا جواب جلد آج جلد دینے کی کوشش کروں

گی۔

ارحافاطمہ "

اُس نے جواب پڑھا اور اپنا سر دونوں ہاتھوں میں لیے جوں کاتوں بیڈ پر لیٹ گیا۔

"آخر کب تک ان سوالوں کے پیچھے بھاگنا پڑے گا؟"

خیالات کے گوشے میں ایک اور خیال نے دستک دی اور پھر نہ جانے کب وہ گہری نیند  
کی وادیوں میں گم ہو گیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Clubb of Quality Content!

اسلام آباد

ارحایونیورسٹی سے واپس آئی اور معمول کے مطابق اپنا انسٹاگرام چیک کرنے لگی۔

کئی لوگوں نے اُس کی اسٹوری دیکھنے کے بعد اپنے سوال پوچھ رکھے تھے۔ اُس کی

سارے دن کی تھکان ایک دم ہی جیسے ختم ہو گئی۔

آج ہی اسٹوری لگانے کے بعد یونیورسٹی میں ایک دوست نے اُسکا مذاق اڑاتے ہوئے

بولتا تھا کہ

"اس سب کا کوئی فائدہ نہیں ہونا رہا، تمہارے جیسے عجیب و غریب سوال اور کوئی

نہیں سوچ سکتا۔"

ماہم کی بات غلط ثابت ہو گئی تھی۔ آج کا دن بہت اچھا تھا یا شاید ایسا صرف اُسے لگ رہا

تھا۔

"دیکھا ماہی میں نے بولا تھا ناں میرے جیسے اور بھی بہت لوگ ہوں گے، جن کی بات

سننے سے پہلے ہی غلط ثابت کر دی جاتی ہے۔"

اُس کے اندر اچانک بہت جوش آگیا تھا۔ وہ بہت خوشی سے مسکراتے ہوئے باری باری سب کے سوالات دیکھتی اور جن کے سوالوں کے جواب جانتی تھی اُن کو ساتھ ساتھ تسلی بخش جواب دیتی جا رہی تھی۔

اور سب سے ضروری کام، وہ اُن تمام سوال پوچھنے والوں کی پروفائلز اسٹاک کرنا کیسے بھول سکتی تھی؟

اپنے ڈیپارٹمنٹ کی پریسیڈنٹ ہونے کی وجہ سے اس کی آئی ڈی پر پہلے ہی کافی لوگ موجود تھے۔

"چلو اتنی خواری کا کچھ تو فائدہ ہوا"۔

اور پھر اچانک اُس کے چہرے سے مسکراہٹ غائب ہو گئی۔

اس کی وجہ اگلا سوال بھی تھا مگر اس سوال سے زیادہ حیرت انگیز بات یہ تھی کہ سوال

کرنے والا انسان ایک ملحد تھا؛

ایک بائے چوائس ملحد۔

یہ نام وہ اُن لوگوں کے لیے استعمال کرتی تھی جو پیدا تو مسلمان گھرانے میں ہوتے تھے، مگر بڑے ہو کر وہ آہستہ آہستہ اللہ کے وجود سے ہی انکاری ہو جاتے تھے۔

اُسے ہمیشہ ایسے لوگوں پر ترس آتا تھا اور حیرت بھی ہوتی تھی کہ کوئی اسلامی گھرانے میں پرورش پانے کے بعد بھی، اپنا مذہب کیسے چھوڑ سکتا ہے۔

اِرحانے اِس سے قبل کسی ملحد سے بات نہیں کی تھی لیکن ایسے لوگوں اور ان کے سوالات پر کافی ریسرچ کر رکھی تھی۔

اُس نے اپنی یہ اسٹوری اپنے ایک ٹیچر سے مشورہ کر کے لگائی تھی۔ جو اکثر کہا کرتے تھے کہ شاید ہی ایسا کوئی سوال ہو گا جس کا جواب اِرحانے تلاش نہ کر سکے؛

اب حقیقت تو وہ ہی جانتی تھی اور اس کے اللہ کہ کئی سالوں سے وہ اپنے سوالوں کے جواب ڈھونڈتے ڈھونڈتے ہی تو باقی اتنے جوابات تک پہنچی ہے۔

مگر اُس کی تلاش کا سفر شاید کبھی نہ ختم ہونے والا تھا۔۔۔

وہ سوال کس کا تھا یہ تو آپ یقیناً سمجھ ہی گئے ہوں گے۔ اور جہاں تک بات سوال کون سا تھا تو فلحال اس موضوع کو یہی روک دیتے ہیں۔ اور ایک چھوٹا سا سفر حال کا کر آتے ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ناولز کلب  
Clubb of Quality Content! آج کا دن

ارحایونیورسٹی کے کیفے میں بیٹھی اگلی کلاس کے شروع ہونے کا انتظار کر رہی تھی۔ کیفے میں معمول کی گہما گہمی تھی۔

یہ اس کا پبلک ایڈمنسٹریشن کا پانچواں سمسٹر تھا۔ اور ایک ہفتے بعد اس کے مڈز شروع ہونے تھے۔

صبح صبح دوبارہ براخواب آنے کی وجہ سے وہ کافی پریشان تھی۔

"کوئی تو وجہ ہے ورنہ ایک جیسا خواب وہ بھی اتنے عرصے کے لیے لگاتار کیسے دکھائی دے رہا ہے؟

اُف آخر کب چھوڑیں گے یہ خواب میرا پیچھا"۔

اس کا ذہن کافی الجھا ہوا تھا۔  
Clubb of Quality Content

اس نے جیسے ہی نظر اٹھا کے سامنے دیکھا، کینے سے باہر نکلتا ایک لڑکا دیکھ کر اس کی

آنکھوں میں حیرانی چھا گئی۔ اس کی زبان سے ایک ہی لفظ نکلا: "احان"؟

اور پھر وہ فوراً سنبھل گئی۔

" نہیں نہیں، احان یہاں کیسے ہو سکتا ہے۔ وہ کوئی اور ہی ہوگا۔"

وہ ان ہی سوچوں میں الجھی تھی کہ ماہم اس کے ساتھ آکر بیٹھی۔

"کس کے خیالوں میں گم ہو محترمہ؟"

ارحاکرنٹ کھا کر اس کی طرف مڑی۔

"حد ہے ماہی! تم نے تو ڈرا ہی دیا۔ اور کسی کے خیالوں میں گم نہیں ہوں میں۔ بس

ابھی ایک لڑکا دیکھا اور دُور سے مجھے ایسا لگا جیسے وہ احان تھا، لیکن ظاہر ہے وہ اسلام آباد کیسے آسکتا ہے۔

اور ایسا پہلے بھی کئی بار ہوا ہے۔ مجھے اکثر لوگوں کو دیکھ کر لگا ہے کہ جیسے وہ احان ہو،

خیر شاید میرا وہم ہی ہے یہ بھی۔"

اوہو تو اب تمہیں ہر ”جگہ احان دکھائی دے رہا ہے، خیر تو ہے ناں ار حاحا“؟

ماہی کو تو جیسے اسے چھیڑنے کا ایک اور موضوع مل گیا تھا۔

ار حاحانے اسے بس گھورا اور پھر اسے وہیں چھوڑے کلاس کی طرف جانے لگی۔ لیکن

ماہی اتنی جلدی کہاں باز آنے والی تھی۔

اسے پیچھے سے ابھی تک ماہی کی آواز آرہی تھی۔

”ہمیں جس سے محبت ہو وہی ہمیں ہر جگہ دکھائی دیتا ہے ار حاحا“۔

ایک لمحے کے لیے ار حاحا کے چہرے کا رنگ بدلا لیکن وہ آگے بڑھتی کیفے سے باہر نکل

گئی۔

وہ شرعی پردا تو نہیں کرتی تھی مگر اُس کا دوپٹہ ہمیشہ نہایت سلیقے سے سر پر ٹکا ہوتا تھا اور

وہ اس بات کو بھی یقینی بناتی تھی کہ وہ اپنے بال کسی بھی پبلک پلیس میں نہ کھولے۔

اسے پہلی نظر میں دیکھ کر ہر دیکھنے والے کے ذہن میں بس ایک ہی لفظ آتا تھا؛

"باوقار"

اس کی شخصیت ایسی متوازن اور بارعب تھی جس پر اس کی عزت کرنا سامنے موجود ہر شخص پر واجب ہو جاتا تھا۔

ماہم نے اپنی بچپن کی دوست کو مسکرا کر دیکھا اور پھر وہ بھی کلاس لینے اس کے پیچھے

جانے لگی۔

ناولز کلب

☆☆☆☆☆☆☆☆

Clubb of Quality Content!

ایک سال پہلے

ارحانے اُس لڑکے کی پروفائل کھولی اور اس کا نام پڑھا۔ "احان علی"

اسے سمجھ ہی نہیں آرہا تھا کہ وہ اس لڑکے کے سوال کا جواب کیسے دے اور ایک ایسا انسان جو اللہ کو ہی نہیں مانتا اسے وہ اللہ کی کائنات کی باریکیاں کیسے سمجھائے۔

اس کے پاس احان کے سوال کا جواب تو موجود تھا مگر وہ عجیب کشمکش کا شکار تھی اور اندر ہی اندر ڈر بھی تھا کہ وہ اپنے جواب سے اس انسان کو متفق نہ کر سکی تو؟

اللہ تعالیٰ نے اُس کے ذمے ایک بہت بڑا کام لگا دیا تھا۔

وہ اس سوال پر مزید ریسرچ کرنا چاہتی تھی تاکہ اپنے نظریے کو اچھے سے سمجھا سکے۔

اسی لیے اس نے احان کے سوال کو ادھورا چھوڑ کر اگلے سوال کو کھولا۔

اور ایک دم جیسے وہ برف ہو گئی۔ کسی عائشہ نامی لڑکی نے اپنے سوال سے پہلے اپنی زندگی کا ایک واقعہ بتا رکھا تھا۔

عائشہ نے لکھا تھا کہ ایک ماہ پہلے اُسے اس کی ایک دوست کے گھر سے کال موصول ہوئی کہ اُس کی دوست نے اُس کی گفٹ کردہ چوڑیاں توڑ کر کھالی ہیں اور اب وہ آئی سی یو میں

ہے۔

اُس نے آگے لکھا تھا کہ اُس کی دوست اُس سے حد درجے کی اٹیچ ہو گئی تھی۔ چوبیس گھنٹے اُس سے بات کرنے کی عادی اور اُس کی اسی عادت سے تنگ آکر عائشہ نے اس سے بات کرنا بند کر دیا لیکن اس نے عائشہ کو مختلف ذرائع سے کنٹیکٹ کرنے کی کوشش کی۔ وہ اس کی منتیں کرتی تھی کہ اس سے بات کرے اور اسکے لہجے سے ایک عجیب جنونی قسم کی واہن آتی تھیں۔ اس کی دوستی عائشہ کے لیے ٹاکسک ہوتی جا رہی تھی اور چند دن عائشہ کے اسے اگنور کرنے پر اس نے وہ چوڑیاں توڑ کر خود کشی کی کوشش کی جو اسے عائشہ نے تحفے میں دی تھیں۔ عائشہ کے مطابق اس کی دوست نے اس واقعے سے پہلے اسے ملنے کے لیے بلا یا اور عائشہ کے منع کرنے کی وجہ سے اس نے یہ حرکت کی۔

اور یہ غلطی عائشہ کی نہیں تھی نہ ہی اس کی دوست کا ایسا رویہ اختیاری تھا۔ اس کی دوست کا تعلق ایک بروکن فیملی سے تھا۔ ایک ایسی فیملی جس میں ماں باپ اور بہن بھائی ساتھ ہو کر بھی نہ ہونے کے برابر تھے۔ جس گھر میں وہ بچپن سے کئی محرومیوں کا شکار ہوتی آئی تھی۔

اسی وجہ سے اُسے ہر اُس انسان سے حد سے زیادہ ایچمنٹ اور آ بسیشن ہو جاتا تھا جو اس کا خیال رکھتا تھا، اور اس کی ان محرومیوں کو پورا کرتا تھا۔

عائشہ کی اس دوست کی جان تو بچ گئی تھی مگر وہ اب شدید ڈپریشن میں مبتلا تھی اور اس کی ذہنی حالت نازک تھی۔ اُس سے حقیقت کا سامنا نہیں کیا جا رہا تھا۔

وہ عائشہ کو اپنی اس حالت کا ذمہ دار ٹھہراتی تھی اور بار بار اپنی باتوں سے اُس کو ایسا محسوس کرواتی تھی جیسے اس سے بات نہ کر کے عائشہ اس پر کوئی ظلم یا زیادتی کی رہی ہو۔

عائشہ نے اپنی دوست کی اسی حالت کی وجہ سے دوبارہ اُس سے بات کرنا شروع کر دیا تھا اور احساس ہمدردی نہیں بلکہ، اس احساس ندامت کی وجہ سے جو اُس کی دوست کے الزامات کی وجہ سے اُسے ہوتا تھا۔

لیکن آخر کب تک ہی وہ ایسے ہر کام چھوڑ کر صرف اُس سے بات کر سکتی تھی؟

کب تک وہ کسی ایسی غلطی کے ندامت کے بوجھ تلے دب کر رہتی، جو اُس نے کی ہی نہیں تھی؟

ہر رشتے کی کچھ حدود ہوتی ہیں اور عائشہ کے لیے یہ دوستی انتہا پسندی کے دائرے تک جا پہنچی تھی، وہ اپنی دوست کے لیے اپنے ذہنی سکون پر سمجھوتہ نہیں کر سکتی تھی۔

اس واقعے کے بعد عائشہ نے سوال کر رکھے تھے کہ اُس کی دوست اور اُس جیسی لڑکیوں کو ایڈجمنٹ اشوز سے لڑنے اور اپنے بچپن کی خلاؤں کو تسلیم کرنے کے لیے کیا کرنا چاہیے؟

اور ان لوگوں کو کیا کرنا چاہیے جن سے کسی کو شدید قسم کا آہ بسیشن ہو جاتا ہے؟ اور مستقبل میں اس قسم کی صورتحال سے بچنے کے لیے ہمیں کن باتوں کو ذہن میں رکھنا چاہیے؟

اِر حاکا ذہن چند منٹ تو اس سب کو پراسیس ہی نہیں کر پایا۔ اس کی آنکھوں میں حیرانی اور خوف کے ملے جلے جذبات تھے۔

کیا واقعی کوئی آہ بسیشن کی اس حد تک جاسکتا تھا؟

کیا اٹیچمنٹ اشوز اتنے لوگوں کے ذہن پر اس قدر حاوی ہو جاتے ہیں کہ ان کے لیے  
اپنی جان تک کی کوئی قیمت نہیں رہتی؟

کیا لوگ اپنے ہم جنس لوگوں سے بھی اٹیچ ہو کر جان تک دے دیتے ہیں؟

کیا بچپن کی محرومیاں انسان کو اتنا ڈیسپریت (desperate) اور مجبور کر دیتی ہیں  
کہ وہ کسی سے صرف چند منٹ بات کا محتاج ہو جاتا ہے؟

کیا کسی انسان کی عادت اتنی سنگین ہو جاتی ہے کہ پھر اس کے اگے اپنی عزت نفس کی  
کوئی اہمیت نہیں رہتی؟

ایسے اور بھی کئی سوال تھے جو اُس کے ذہن میں ابھر رہے تھے۔ اس سب کو ماننے سے

اُس کا ذہن انکاری تھا۔ اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ کوئی کسی سے صرف چند منٹ بات کرنے  
کی بھیک کیسے مانگ سکتا تھا؟

"مجھے لگتا تھا محبت سے بڑھ کر ظالم جذبہ اور کوئی نہیں ہے مگر ان عادتوں کے سامنے

محبتوں کی کیا اوقات؟"

اس واقعے کے بعد اس کے ذہن نے بس یہی نتیجہ نکالا تھا۔

اس نے اپنا موبائل سائیڈ پر رکھا اور بال کھول دیے۔ لمبے گھنگرا لے بال اس کی پشت

پر پھلتے گئے۔

اور پھر اس نے وہی کیا جو وہ ہر مشکل یا پریشانی میں کرتی تھی۔

وہ بیڈ سے اٹھی اور کونے میں موجود الماری تک گئی۔ اس نے الماری سے قرآن پاک

نکالا اور کھڑکی کے ساتھ رکھی اسٹڈی ٹیبل پر جا کر بیٹھ گئی۔

کمرے کی کھڑکی آج بھی کھلی تھی۔ شاید اسے بند جگہوں سے الجھن ہوتی تھی۔ باہر کا

موسم بھی کافی پر سکون تھا۔ ہلکی ہوا سے کمرے کے پردے کچھ دیر کے لیے اڑتے اور پھر

واپس اپنی جگہ سمیٹ لیتے۔ تھوڑی دیر بعد ایک اور ہوا کا جھونکا آتا اور کمرے کی ہر شے پر

اپنے نقوش چھوڑتا واپس چلا جاتا۔

ارحانے اللہ سے مدد کی دعا کی اور قرآن مجید میں سے اس موضوع کے متعلق آیات تلاش کرنے لگی۔

اللہ کے کلام سے بھی بہتر جواب اور تسلی کوئی سورس دے سکتا ہے بھلا؟

اس نے اپنے ترجمے والے قرآن مجید پر مختلف صفحات پر مختلف نوٹس لگا رکھے تھے۔ جب بھی اس نے کوئی جواب تلاش کرنا ہوتا وہ اپنا مصحف کھول کر ان نوٹس میں سے سوال کا موضوع نکال کر اس پر غور و فکر کرتی تھی۔ اور پھر باقی تفصیل وہ احادیث اور انٹرنیٹ سے ڈھونڈ لیتی تھی۔

چند منٹ گزرنے کے بعد اس کے چہرے پر واضح سکون تھا۔ اسے اللہ نے اُن سوالوں

کے جواب بھی خود اپنے کلام کے ذریعے دے دیے تھے۔

اور ایسا اکثر ہی ہوتا تھا کہ وہ اگر کسی پریشانی یا مشکل میں ہوتی تو کسی نہ کسی ذریعے سے

اللہ تعالیٰ اسے تسلی اور جواب دکھا دیتے تھے۔

"کتنا اچھا لگتا ہے ناں جب اللہ آپ سے خود بات کر رہے ہوں؟  
اور پھر وہ تو اپنے اللہ تعالیٰ کی فیورٹ بھی ہے۔"

اسنے سوچا اور اللہ کا شکر ادا کر کے مصحف واپس رکھنے لگی۔ اب وہ خوش تھی اور جانتی تھی کہ اس نے کیا کرنا تھا۔

وہ اپنے بیڈ تک واپس آئی اور موبائل اٹھایا۔ چونکہ وہ یونیورسٹی کے میگزین کے لیے ماہانہ آرٹیکل بھی لکھتی تھی۔ تو اسے اپنے اس ماہ کے آرٹیکل کے لیے ایک نیا موضوع مل گیا تھا۔ اس نے نوٹس ایپ کھولا اور لکھنا شروع کیا:

السلام علیکم! امید ہے آپ سب ٹھیک ہوں گے۔ مجھ سے کچھ دیر پہلے کسی نے سوال کیا ہے کہ ایچمنٹ اشوز سے لڑنے اور اپنے بچپن کی محرومیوں سے باہر نکلنے کے لیے کیا کرنا چاہیے؟

دیکھیں سب سے ضروری بات جو میں اکثر کہتی ہوں کہ آپ تب تک کسی چیز سے ہیل نہیں ہو سکتے جب تک آپ اس چیز سے واقعی نکلنا نہ چاہیں۔

پہلا قدم آپ کو خود ہی اٹھانا ہے اور وہ یہ کہ آپ اگر کسی ایچمنٹ اشوکا شکار ہیں تو اپنی اس حالت کو تسلیم کریں، اس کا سامنا کریں۔ بہادری کے ساتھ سچائی کا سامنا کریں۔ مشکل سے بھاگنا بس آپ کو تھکائے گا اور اس دوڑ میں آپ کی ذات نہ صرف آپ کے بلکہ آپ سے جڑے ہر رشتے کے لیے بھی تکلیف کا باعث بنتی جائے گی۔ اور آپ کو پتہ بھی نہیں چلے گا کہ آپ آہستہ آہستہ کب اتنے ٹاکسک ہو گئے کہ آپ کی موجودگی معاشرے کے لیے ناقابل برداشت ہو گئی۔

جب تک آپ اپنی عزت خود نہیں کریں گے تب تک کوئی آپ کو عزت نہیں دے گا۔ جتنا آپ کسی کے پیچھے بھاگیں گے اتنا اس انسان کی نظروں میں آپ کی وقعت کم ہوتی جائے گی۔

اپنے رویے کو سمجھیں۔ اپنے روزمرہ کے کاموں اور حرکتوں کا مشاہدہ کریں۔ اور ایک تفصیلی رپورٹ بنائیں جو آپ کو بیان کرتی ہو۔ مثال کے طور پر آپ کو کیا پسند ہے، کیا نہ پسند

کس طرح کی بات پر آپ کا رد عمل کیسا ہوتا ہے اور کس بات کو آپ کن جذبات کے ساتھ ڈیل کرتے ہیں۔ یہ سب نوٹ کر کے آپ نے اپنے قریبی دوستوں اور خاص کر اس انسان سے اپنے بارے میں رائے مانگنی ہے، جو آپ کے اٹیچمنٹ اشوز کی وجہ سے پریشان ہے۔ اس سے ایک مخلصانہ گفتگو کر کے اس کی آپ کے بارے میں بولی گئی ہر بات نوٹ کریں۔

اب آپ کے پاس دو رپورٹس ہوں گی۔ ایک وہ جو آپ نے خود اپنے بارے میں بنائی اور ایک وہ جو آپ کے آس پاس کے لوگوں نے آپ کے بارے میں بنائی۔ ان دونوں رپورٹس میں جتنی باتیں ایک جیسی ہوں ان کو چھوڑ کر باقی باتوں پر غور کریں کہ کیا یہ انسان جیسا کہہ رہا میں واقعی ایسی ہوں اور جو بات اس انسان نے بولی کیا وہ واقعی میرے اندر ہے؟

اس کام کو کرتے ہوئے آپ نے خود سے سچ بولنا ہے اور ہر اس بات کو تسلیم بھی کرنا ہے جو آپ میں موجود ہے۔

دوسری اہم بات یہ کہ آپ نے نہ صرف اپنے اس رویے کو سمجھنے کی کوشش کرنی ہے بلکہ یہ بھی سوچنا ہے کہ آخر آپ کا رویہ ایسا کیوں ہے؟

بیماری کا علاج تب ہی کیا جاسکتا ہے جب ہمیں اس کی وجہ معلوم ہو۔ اور پھر ہم نے وہ بیماری ختم نہیں کرنی، اس وجہ کو ہی ختم کر دینا ہے تاکہ مستقبل میں دوبارہ کبھی وہ وجہ حاوی ہو کر آپ کو پھر سے پرانے حالات تک نہ لے آئے۔

ایٹچمنٹ اشوز دو طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ جس میں انسان کسی خاص شخص سے حد درجے کا اٹیچ ہو جاتا ہے؛ اتنا کہ وہ اس انسان کے لیے پریشانی کا باعث بن جاتا ہے۔ اور جب کسی وجہ سے وہ شخص اس کی زندگی میں نہیں رہتا تو وہ ڈپریشن کا شکار ہو جاتا ہے۔ اور پھر اس کی زندگی میں چاہے لاکھ اچھے اور اس سے بہتر لوگ کیوں نہ آجائیں، وہ پھر بھی اس ایک خاص انسان سے آگے نہیں بڑھ سکتا۔ اس طرح کے لوگ آسانی سے کسی سے آبسیس نہیں ہوتے، نہ ہی ان کے ایٹچمنٹ اشوہر ایک کو لے کر ہوتے ہیں۔

دوسری قسم وہ ہے جس میں انسان اپنی زندگی میں آنے والے ہر اس شخص سے آبسیدٹ ہو جاتا ہے جو اس کا خیال رکھتا ہو۔ ایسے لوگ بہت آسانی سے کسی سے بھی ٹاکسک لیول کے اٹیچ ہو جاتے ہیں۔

تو اب آپ وقت لیجئے اور سوچئے کہ کیا آپ کے اٹیچمنٹ اشوز آپ کے والدین کی آپ کے ساتھ رہتے ہوئے، آپ سے لا تعلقی کی وجہ سے ہیں؟

یا آپ کی زندگی میں ہونے والا کوئی ایک ایسا واقعہ جو آپ کو آپ کی نظروں میں اس قدر بے وقعت کر گیا ہے؛ کہ آپ ہر اُس انسان کو ضرورت سے زیادہ اہمیت دے دیتے ہیں جو آپ کے لیے تھوڑا سا بھی کچھ کر لیتا ہو؟

کیا آپ کسی غلط فیصلے کے برے نتائج کی وجہ سے ٹاکسک ہوتے جا رہے ہیں؟

یہ مسئلہ آپ کو اس وجہ سے پیش آتا ہے کہ آپ اپنی اہمیت سے واقف ہی نہیں؟  
کیا آپ کو اپنے وجود کی اہمیت یاد رکھنے کے لیے کسی سہارے کی ضرورت ہے؛ جو آپ  
کو وقت بہ وقت آپ کا خیال رکھ کر آپ کی اہمیت کا احساس دلائے؟  
اور جب ایسا کرنے کو کوئی انسان موجود نہ ہو تو آپ کو آپ کی ذات بے کار لگنے لگے؟

اب اس وجہ کو تسلی سے کھوجنے کے لیے آپ کو بس اتنا کرنا ہے کہ خود سے سچ بولیں۔  
اور طے کریں کہ آخر آپ ایسے کیوں ہیں؟  
شروع شروع میں مشکل ہوگی لیکن ایک وقت ایسا آئے گا جب آپ اللہ کے بعد اپنے  
سب سے بڑے رازدار اور دوست خود بن جائیں گے۔

اور یہی مرحلہ سب سے لمبا اور مشکل ہے۔ جب آپ کو اپنے آپ پر بھروسہ کرنا  
دوبارہ سیکھنا ہے اور خود سے اپنے جذبات و احساسات چھپانے نہیں ہیں۔ اگر آپ خوش ہیں  
تو اس خوشی کو ظاہر کریں، ادا اس ہیں اور لوگوں کے سامنے اپنی اس حالت کو ظاہر نہیں کر

سکتے تو بے شک نہ کریں۔ لیکن تب بھی آپ نے خود سے اپنی حالت کے بارے میں جھوٹ نہیں بولنا۔ دنیا کے سامنے خوش ہونے کا دکھاوا کرتے کرتے خود کو بھی دھوکہ دینے کی عادت نہیں بنانی۔ مجھے لگتا ہے کہ اگر آپ خود سے یہ کہتے رہیں گے کہ آپ ٹھیک ہیں اور حقیقت سے بھاگتے رہیں گے تو آپ اصل میں ٹھیک ہونا ہی نہیں چاہتے۔ اگر آپ ٹھک نہیں ہیں تو بس نہیں ہیں۔ کم از کم خود تو اس بات کا سامنا کریں۔

اپنی کمفرٹ زون سے باہر نکل کر ہی آپ اپنے ان مسائل کا حل نکال سکتے ہیں۔ جب تک آپ اپنے آپ سے مخلص نہیں ہوں گے تب تک آپ دعائیں کریں یا دوائیں کوئی فرق نہیں پڑنا۔ اللہ نے انسان کو وہی دینے کا وعدہ کیا ہے جس کے لیے وہ کوشش کرتا ہے۔ آپ نے بھی بس کوشش کرنی ہے اور باقی آسانیاں اللہ تعالیٰ خود بناتے جائیں گے۔

اور اب جب آپ کو آپ کے ایڈجمنٹ اشوک کی وجہ معلوم ہے اور آپ نے سچ کا سامنا کرنا بھی کسی حد تک سیکھ لیا ہے۔ تو تیسرا کام جو آپ نے کرنا ہے وہ اس انسان یا چیز سے ہر طرح کا

تعلق ختم کرنا ہے۔ ہر وہ راستہ خود بند کرنا ہے جو اس انسان یا چیز سے جڑا ہو۔ مثلاً اگر اس انسان کو آپ سوشل میڈیا کے کسی ذریعے سے کانٹیکٹ کر سکتے ہیں تو سب سے پہلے اسے ہر جگہ سے بلاک کریں۔ اور تب تک ہر طرح کا رابطہ ختم کرنا ہے جب تک آپ اپنے جذبات کو اور اپنے ایچمنٹ اشوز کو کنٹرول کرنا نہیں سیکھ لیتے۔ آپ نے ٹھیک ہونے تک ہر اس انسان کو اگنور کرنے کی پوری کوشش کرنی ہے جس سے آپ کو نارمل سے زیادہ ایچمنٹ ہے۔

اور سب سے ضروری بات جس پر آپ نے کسی بھی قسم کا کوئی سمجھوتہ نہیں کرنا۔

اللہ تعالیٰ کو اپنی حالت کا بتا کر ان سے روزانہ مدد مانگنے کا کام۔

وہ بے شک پہلے ہی سب جانتے ہیں پھر بھی آپ نے ان کے سامنے زبان سے اقرار

کرنا ہے۔ اور ان سے ان کی مدد کی دعا کرنی ہے۔

اور اللہ کی مدد طلب کرنے کا سب سے بہترین طریقہ جانتے ہیں کیا ہے؟

صبر اور نماز؛

اللہ تعالیٰ نے قرآن میں اپنی مدد کا ذریعہ ان دو کاموں کو بتایا ہے۔

اور جب آپ صبر اور نماز سے اللہ کو پکارتے ہیں تب اللہ آپ کا ساتھ دینے لگ جاتے ہیں۔

وہ آپ کی زندگی میں ایسی ایسی جگہ سے آسانیاں پیدا کر دیتے ہیں کہ ایک لمحے کو سب کچھ خواب جیسا لگتا ہے۔

صبر اور نماز کے بعد کی مدد آپ کی ذات کو اتنے بہترین طریقے سے ہیل کرتی ہے جیسے آپ کی روح نے کبھی کوئی غم دیکھا ہی نہیں۔

آپ نے اللہ کو نہیں بھولنا۔ کچھ بھی ہو جائے اور ساری دنیا حتیٰ کہ آپ کا اپنا وجود بھی ایک طرف ہو اور دوسری طرف صرف اللہ، تب بھی آپ نے آنکھ بند کر کے اللہ کو چن لینا ہے۔ اور اگر آپ نے تب ہمت کر لی تو خوش ہو جائیے گا کیونکہ آپ دنیا کے اتنے انسانوں میں سے اللہ کے مخصوص کردہ لوگوں میں شامل ہو جائیں گے۔

اپنے اس وقت کو اللہ کے نام کر دیں جو وقت آپ اس انسان یا چیز کو دیتے تھے۔  
مسنون اذکار کو پابندی اور کثرت سے پڑھنا آپ سے ہر طرح کے شر کو دور کر دیتا  
ہے۔ قرآن کی تلاوت کو روزانہ یقینی بنائیں۔

اور پھر دیکھئے گا ہمارے جیسے معمولی سے گنہگار انسانوں کے لیے بھی وہ ذات ایسے  
معجزے کرے گی، کہ آپ پچھلی ہر پریشانی اور ہر وہ تکلیف بھول جائیں گے جو اس انسان یا چیز  
کی آسبیشن نے آپ کو دی تھی۔  
اللہ پر بھروسہ برقرار رکھتے ہوئے اپنے ان مسائل کے لیے اپنی ہر ممکن کوشش  
کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی یہ محنت بھی ضائع نہیں ہونے دیں گے اور آپ میں بہت جلد بہتری  
آنا شروع ہو جائے گی۔

میں یہ ہر گز نہیں بولوں گی کہ یہ سب کرنا آسان ہو گا نہ ہی یہ بولوں گی کہ آپ پہلی باری میں ہی اس مسئلے سے نکل آئیں گے۔ بہت بار ایسا بھی ہو گا جب آپ تھک کر یار ماں لیں گے اور بہت دفعہ آپ کو یہ سفر شاید پہلے اسٹیپ سے شروع کرنا پڑے گا۔

لیکن ایک بات یاد رکھیے گا کہ آپ کی اپنے نفس کے خلاف جا کر کی جانے والی کرکوشش آپ کو آپ کے رب سے ایک قدم مزید قریب کر دے گی اور اس چیز کو چھوڑنے اور خود کو ہیل کرنے کی کوشش میں آپ کو جتنی تکلیف ہو گی اسے آپ کی نیکیوں میں شامل کر دیا جائے گا۔ آپ کا صبر نہ صرف دنیا میں آپ کو ایک بہتر زندگی دے گا بلکہ آپ کی آخرت بھی سنور جائے گی۔

*Clubb of Quality Content!*

اور جب بھی آپ ہار ماننے لگیں تو اس دن کا سوچئے گا جب آپ ہر طرف سے آزاد ہوں گے۔ جب آپ کا ماضی، آپ کے جذبات اور آپ کا نفس آپ پر حاوی ہونا بند کر دیں گے۔

اب آتے ہیں دوسرے سوال کی طرف،

وہ لوگ کیا کریں جن سے کوئی اس قدر اٹیچ ہو جاتا ہے؟ کیا ان کی اس انسان کو ان سے اٹیچ ہونے میں کوئی غلطی ہوگی؟

تو میرا جواب ہے ہاں۔ آپ کہ بھی غلطی ہوگی اگر آپ نے اس انسان کو اس کی اور آپ کی دوستی کی حدود یاد نہیں دلائیں۔

کسی کو آپ سے آ بسیشن یا اتنی اٹیچمنٹ ایک دو دن میں نہیں ہو جاتی کہ وہ آپ کے لیے اپنی جان دیتا پھرے۔ اگر آپ نے اس انسان سے بات کرنے سے پہلے حدود مقرر نہیں کیں تو کہیں نہ کہیں یہ آپ کی بھی غلطی ہے، کہ آپ کسی کو بھی بغیر دیکھے اور بغیر کسی واضح حد کے، دوست بنا لیتے ہیں۔

تو اب آپ نے بس اس انسان سے صاف صاف بات کرنی ہے اور اسے بتانا ہے کہ اس کا رویہ آپ کے لیے ٹاکسک ہو تا جا رہا ہے۔ اور پھر بات کرنا بند کر دیں۔ اب آپ نے اپنی یہ غلطی دوبارہ نہیں دہرائی اور یہی آپ کا اس غلط فیصلے کا مداوا ہو گا۔ آپ نے معافی مانگنی ہے اللہ سے بھی اور اس انسان سے بھی لیکن اس کے بعد بس۔ اگر وہ انسان آپ کو حد سے زیادہ احساس ندامت میں ڈال رہا ہو تو اس میں آپ کا کوئی قصور نہیں ہے۔ آپ نے اس انسان سے بات زبردستی نہیں کی تھی اور اگر وہ آپ کو کسی قسم کے گلے میں ڈال رہا ہے تو آپ اس بات پر پریشان ہونا چھوڑ دیں اور اس انسان کی حالت کی وجہ سے آپ کو کسی طرح کے ڈپریشن کا شکار ہونے کی کوئی ضرورت نہیں۔ جیسے ہی احساس ہو بس اس انسان سے معافی مانگ کر دوستی ختم کر دیں۔ اس سے زیادہ آپ اس کے لیے کچھ نہیں کر سکتے۔

آخری سوال یہ کہ مستقبل میں ایسے حالات سے کیسے بچا جائے؟

یہ جواب میں دونوں لوگوں کے لیے ایک ہی دوں گی کہ چاہے آپ ایٹجمنٹ اشوکا شکار رہ چکے ہیں، یا آپ سے کسی ٹاکسک دوست کا واسطہ پڑ چکا ہے۔ آپ نے بس اپنی حدود مقرر کرنی ہیں پھر بات کسی ہم جنس انسان سے ہو رہی ہو یا مخالف جنس کے کسی انسان سے۔ آپ جب کسی سے بات یادوستی کرتے ہیں تب آپ کو یہ واضح طور پر ڈسکس کر لینا چاہیے کہ آپ کی دوستی کی حدود کیا ہوں گی۔

ایک مخصوص وقت تک اور مخصوص اوقات میں بات کرنا بھی آپ کو ایسے مسائل سے بچا سکتا ہے۔

بعد میں اگلے بندے پر الزامات لگانے اور رو دھو کر سب کو یہ بتانے سے کہ اس انسان نے آپ سے اچانک بات بند کر کے آپ پر بہت بڑا ظلم کیا ہے، اس سب سے بہتر ہے کہ کسی سے بات کرنے سے پہلے آپ اپنی تسلی کر لیں اور پھر اسے اپنا دوست بنائیں۔

ارحانے آرٹیکل مکمل کیا اور پھر اپنے بیڈ پر لیٹ گئی۔ اب اسکا ذہن ارحان کے سوال کے گرد گھوم رہا تھا لیکن یونیورسٹی کی تھکاوٹ اور اتنے سوالوں کے جواب دینے کے بعد اسے تھوڑی ہی دیر میں گہری نیند نے آگھیرا۔



"امی میں جل رہا ہوں... بہت درد ہو رہا ہے... امی آپ کہاں ہیں... بتائیں ناں کہاں ہیں آپ... مجھے بچالیں پلیز... میں جل رہا ہوں امی..."

اس کی آواز میں معصومیت کے ساتھ مایوسی بھی ٹپک رہی تھی۔ جیسے پوری امیدیں اس کے ننھے سینے میں ٹوٹ کر رہ گئی ہوں۔ اس کے چھوٹے ہونٹ ٹوٹ پھوٹ کر کانپ رہے تھے، ہر ایک کانپ ایک درد کی گواہی دے رہی تھی۔

اچانک اس نے اپنی آنکھوں سے دھوئیں بھرا ماحول دیکھا— ٹوٹے شیشے، جلتی ہوئی گاڑیاں، اور دور کھنکے والی سائرنیں— ہر طرف ایسی چیخ و پکار تھی جیسے قیامت آگئی ہو اور اسکے لیے یہ سب کسی قیامت سے کم ثابت نہیں ہو تھا جس سے اس کی دنیا اندھیر ہو گئی۔ وہ جانتا تھا کہ اب اس کی ماں اس کے پاس نہیں آئے گی، مگر پھر بھی اس نے نا تمام مسکراہٹ کے ساتھ لفظ ادا کیے:

"امی... میں ڈر گیا ہوں... مجھے ڈھونڈو..."

"امی... میں جل رہا ہوں..."

جاری ہے۔۔۔

مزید بہترین ناول / افسانے / آرٹیکل / مختصر کہانیاں اور معیاری  
شاعری پڑھنے کے لئے نیچے دیئے گئے لنک پر کلک کریں۔

شکریہ!

[www.novelsclubb.com](http://www.novelsclubb.com)

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔ تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔  
آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842